رسائل و مسائل

اسلامی قانونِ وراثت پر اعتراض اور اس کا جواب

ملک غلام علی صاحب

سوال: میں یونیورسٹی میں کامرس کا طالب علم ہوں اور مولانا مودودیؒ اور اُن کی برپا کردہ اسلامی تحریک کا دل و جان سے معترف اور قدر دان ہوں۔ اقتصادیات کے موضوع پر ہمارے ایک اُستاد نے خطاب کرتے ہوئے اور نظامِ اراضی پر بحث کرتے ہوئے یہ کہا کہ زمین اتنے چھوٹے چھوٹے قطعات میں تقسیم نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اقتصادی لحاظ سے غیر مکتفی (UNECONOMIC) ہو جائے۔ اس کے بعد بحث نے یہ رُخ اختیار کر لیا کہ اسلام کا قانونِ وراثت بھی زمین کی تقطیع اور تقسیم در تقسیم کا باعث بن جاتا ہے۔ اس اعتراض کا کوئی اطمینان بخش جواب اُس وقت میرے سامنے نہیں آسکا۔ آپ براہ مہربانی واضح کریں کہ یہ استدلال و اعتراض کس حد تک صحیح ہے، اور اسے کیسے رفع کیا جا سکتا ہے؟ بعض نے یہ دلیل بھی دی کہ اشتراکی نظام میں اسی لیے زمین اور ذرائع پیداوار کو شخصی ملکیت سے خارج کر کے پوری جماعت اور معاشرے کی مِلک میں دے دیا جاتا ہے۔ میں اگرچہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہوں اور اسلام کے ہر حکم اور اصول کو بلاچون وچرا تسلیم کرتا ہوں، تاہم اطمینانِ قلب اور معترضین و مخالفین کو جواب دینے کے لیے مزید رہنمائی اور تشفی کا خواہاں ہوں۔

جواب:- آپ کا خط پڑھ کر بڑا تعجب ہوا۔ ایک تو تعجب اس بات پر کہ جو لوگ اسلام کے مخالف ہیں اُن کے اعتراضات کس آسانی کے ساتھ ہمارے ہاں پھیل جاتے ہیں، دوسرا تعجب اس بات پر ہے کہ اس طرح کے اعتراضات کا کوئی صحیح جواب معترضین کو نہیں دیا جاتا۔ حالانکہ ایک مسلمان تھوڑا سا بھی غور کرے تو ان اعتراضات کا جواب وہ خود دریافت کر سکتا ہے اور دوسروں کو دے سکتا ہے۔

اب آپ اسی اعتراض کو لیں کہ اسلام کا قانونِ وراثت اراضی کو تقسیم در تقسیم کرتا ہوا اس کی مقدار کو اقتصادی اعتبار سے معترضین کے بقول غیر کفیل بنا دیتا ہے۔ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ دُنیا میں جہاں کہیں بھی اس اصول کو تسلیم کیا جائے گا کہ ایک مالک جائز طریق پر زمین یا دوسر ذرائع پیداوار یا جائیداد کا مالک بن سکتا ہے تو حق ملکیت ہی سے یہ بات لازمی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ وہ اپنی اس ملکیت کے جتنے حصے چاہیے اپنی زندگی میں کسی دوسرے کی طرف بالمعاوضہ یا بلامعاوضہ منتقل کر سکتا ہے اور مرنے کے بعد وصیت یا وراثت کے ذریعے سے اس کی املاک بہر حال ایک سے زائد وارثوں یا جانشینوں کی طرف منتقل ہو سکتی ہیں یا پھر یہ قاعدہ بنانا چاہیے کہ کسی زمین یا جائیداد کا جتنا حصہ یا جتنا ٹکڑا کسی کے پاس ہو وہ اتنے کا اتنا ہی کسی دوسرے کی طرف منتقل ہو۔ ورنہ اگر کسی شکل میں بھی تقسیم ہوگا تو کوئی مرحلہ ایسا آجائے گا کہ وہ جائداد مقدار میں اتنی کم ہو جائے گی کہ وہ ان معاشی ماہرین کے نزدیک (UNECONOMIC) غیر اقتصادی ہو جائے گی۔

اس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ غیر اقتصادی شکل کے موہوم خطرے سے بچانے کے لیے مالک کے حقوقِ تصرف پر پابندی لگا دی جائے اور وراثت و تملیک کے بھی حقوق محدود کر دیے جائیں۔ کسی شخص کے پاس دس ایکڑ زمین ہے اور وہ بیچنا چاہے یا کسی دوسری صورت میں منتقل کرنا چاہے تو پورے کا پورا رقبہ منتقل کرے اور اگر وہ مر جائے تو خواہ اس کی بیوی اور بہت سی اولاد ہو اُن میں سے کسی ایک کو وارث بنا دیا جائے اور دوسروں کو محروم کر دیا جائے ورنہ ظاہر ہے کہ ایک کے بجائے اگر دو یا تین لڑکے ہیں اور اُن میں یہ مساوی تقسیم ہو تو پھر وہی صورت پیدا ہو گی۔ مغربی معاشرے میں مدتہائے دراز سے

اور کسی حد تک اب بھی خلفِ اکبر کی وراثت کا قانون (LAW OF PRIMOGENITURE) رائج ہے۔ یعنی صرف بڑے لڑکے کو وارث بنا دیا جاتا ہے اور دوسرے وارثوں کو ٹرخا دیا جاتا ہے۔ تو کیا انصاف اور مساوات یا دین و اخلاق کا یہی تقاضا ہے کہ برابر کے مستحقین میں سے صرف ایک کو پوری جائیداد دے دی جائے اور دوسروں کو محض اس لیے محروم کر دیا جائے کہ جائیداد مزید تقسیم نہ ہوتی چلی جائے۔

یا پھر اس کا دوسرا حل اشتراکی معیشت نے نکالا ہے کہ قومی ملکیت کے پُر فریب نام پر قوم کے ہر فرد کو اس کی شخصی ملکیت سے محروم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور قوم کے چند مقتدر افراد کے ہاتھوں میں پوری قوم کے ذرائع و وسائل دے دیے جاتے ہیں۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ اشتراکی ملکوں کے مزدوروں اور کسانوں کی معاشی حالت دوسرے مغربی ممالک کے محنت کاروں سے بدرجہا زیادہ زبوں ہے۔ لاکھوں انسانوں کو بے دریغ قتل کیا گیا ہے اور قید و بند میں ڈالا گیا ہے۔ زراعتی فارموں پر کام کرنے والے خود بھوکے مرتے ہیں۔ مگر پیداوار کی جتنی مقدار انہیں پیدا کر کے حکامِ بالا کے سامنے پیش کرنی پڑتی ہے وہ بہر حال کی جاتی ہے۔ بعض اوقات اُن ماؤں کے بچوں کو پوری خوراک نہیں مل سکتی جو اجتماعی فارموں میں کام کرتی ہیں۔ یہ محض سرمایہ داروں کے الزامات نہیں ہیں بلکہ دنیا بھر میں شائع ہونے والے اشتراکی لٹریچر میں ان حقائق کا انکشاف کیا گیا ہے۔

اس کے بعد جہاں تک اسلامی یا کسی دوسرے قانونِ وراثت کے خلاف عائد کردہ الزام کا تعلق ہے اس کا نہایت سیدھا اور آسان جواب یہ ہے کہ جو چیز ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو سکتی یا اس کا ہونا معاشی یا کسی دوسرے پہلو سے غیر ممکن یا غیر مفید ہے تو اُسے مالک مشترک ملکیت میں رکھ کر اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً دس ایکڑ کی زمین میں دس مالکوں کے مالکانہ حقوق پوری طرح محفوظ کیے جا سکتے ہیں۔ اور اُن کے لیے یہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بجائے اس کی پیداوار کو تقسیم کر لیا کریں۔ ایک وارث اگر چاہے تو اپنا حصّہ فروخت کر سکتا ہے اور دوسرا شخص اس کا حصّہ خرید سکتا ہے۔ وہ سب چاہیں تو پورا ٹکڑا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر سکتے ہیں اور اُس کی قیمتِ فروخت کو آپس میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ یہ صورت

(باقی بر صفحہ ۴۷)